غزوہ بدر............حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی حکمت عملی کے تناظر میں

ڈاکٹر فضل ربی ☆

Abstract

ولقد نصر کم اللّٰه ببدر و انتم اذلة فاتقوا اللّٰه لعلکم تشکرون

ترجمہ: اور اللہ تعالٰی نے جنگِ بدر میں تمہاری مدد فرمائی جب تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے پس اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

ہجرت مدینہ کے ساتھ ہی مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان جنگوں کا آغاز ہو چکا تھا۔غزوہ ودان، بواط، عشیرہ اور غزوہ سفوان جیسے چھوٹے غزوات اس سلسلے کی کڑیاں تھیں۔مگر دشمن کے دلوں میں لگی ہوئی آگ کو بجھانے کے لیے یہ معرکے کافی نہ تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کی جائے۔دوسری طرف سریہ نخلہ کے دوران مکہ ابن حضری کے قتل نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور قریش نے اس واقعہ کو باقاعدہ جنگ کا سبب بنا دیا جس کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔[۲]

ان کنتم امنتم باللّٰه و ما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان واللّٰه علی کل شئی قدیر.[۳]

ترجمہ: اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل کے نکھر جانے کے دن پر وہ دن جب کہ دو جماعتیں آپس میں ملیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

☆ ڈاکٹر فضل ربی، شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں اور ۲۰۰۰ء میں کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی سے Research and Comparative analysis of the Defence Strategy of the Holy Prophet جیسے اہم موضوع پر تحقیقی مقالہ پیش کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔

مسلمانوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے کفار مکہ نے پوزیشن مستحکم کرنے کی غرض سے ابوسفیان کی سرکردگی میں ایک تجارتی قافلہ مکہ سے شام کی منڈیوں میں بھیجا تاکہ اس تجارتی قافلے کے نفع سے سامان حرب وضرب مہیا کیا جاسکے لہذا اہلِ مکہ نے خوب جوش وخروش سے اپنا سرمایہ اس تجارتی قافلے کے حوالے کیا یہاں تک کہ جب ابوسفیان کا کارواں تجارت مکہ سے شام کی طرف روانہ ہوا تو قریش کے مردوزن میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس ایک مثقال موجود تھا اور اس نے اپنا راس المال اس قافلے کے حوالے نہ کیا ہو۔ چناں چہ روایت ہے۔

كان فيها خمسون الف دينار و كان لم يبقى قريشي و لا قرشية له مثقال الا بعث به في العير .[۴]

ترجمہ: کاروان تجارت کے پاس پچاس ہزار دینار تھے اور کوئی قریشی عورت و مرد ایسا نہ تھا جس کے پاس ایک مثقال بھی موجود تھا اور اس نے قافلے میں اپنا راس المال نہ لگایا ہو۔

اس لیے ابوسفیان کی سرکردگی میں یہ قافلہ صرف کاروان تجارت نہ تھا بلکہ مسلمانوں کے خلاف ایک جنگی تیاری تھی۔ اس کا اندازہ ابوجہل کے اس قول سے بھی ہوتا ہے۔

النجاء النجاء على كل حصب و ذلول غيركم اموالكم ان اصابها محمد لم تفلحوا بعدها ابدا ۔[۵]

ترجمہ: نجات حاصل کرو انتہائی ذلت اور مصیبت سے نجات حاصل کرو! کاروانِ تجارت تمہارے مال و دولت کا ذخیرہ ہے اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس پر قابض ہو گئے تو ہمیشہ کے لیے ناکام ونامراد ہو کر رہ جاؤ گے۔

قریش مکہ کا یہ تجارتی قافلہ جب نفع کثیر حاصل کر کے شام سے واپس ہو کر مکہ جا رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قافلے کے متعلق معلومات ملیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ مشورہ

میں دو قسم کی آرائیں سامنے آئیں۔ بعض صحابہ کرام نے قافلے کا مقابلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی جبکہ بعض نے قافلے کے تعاقب کو بے فائدہ اور جنگی نکتۂ نظر سے غیر اہم سمجھ کر عدم آمادگی کا اظہار کیا۔ چناں چہ ابن کثیر کی روایت ہے۔

وقال هذه عير قريش فيها اموالهم فاخرجوا اليها لعل الله ينفلكموها فانتدب الناس فخفف بعضهم و ثقل بعض و ذالک انهم لم يظنوا ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يلقى حربا .٦

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ قریش کا قافلہ جا رہا ہے جس میں ان کا مال تجارت ہے اس کا تعاقب کرو کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے لیے مال غنیمت بنا دے پس لوگوں کو اس کے لیے بلایا گیا تو بعض نے اس کو پسند کیا اور بعض نے نکلنے میں گرانی محسوس کی اور یہ عدولی حکم کے پیشِ نظر نہیں بلکہ اس لیے تھا کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ کے ارادہ سے نہیں جا رہے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر مسلمانوں کی جو جماعت قافلہ کے تعاقب میں نکلی وہ سامان حرب سے بے پرواہ ہو کر مدینہ سے روانہ ہوئی اور اس لیے ان کی کل تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) تھی اور معدودے چند ہتھیار معہ ساٹھ (۶۰) اونٹوں اور تین (۳) گھوڑوں کے کل متاع جنگ تھا حالاں کہ مجاہدین کے پاس اس سے کچھ زیادہ سامان جنگ اور اونٹ گھوڑے موجود تھے ان بے سروسامانی کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کا ارادہ تھا کہ مسلمانوں کو دونوں فریق (ابوسفیان کا قافلہ اور کفار کا لشکر) میں سے ایک ان کے قبضہ میں دے دے گا۔ جیسے ارشاد ربانی ہے۔

واذ يعدكم الله احدى الطائفتين انها لكم وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم ويريد الله ان يحق الحق بكلماته و يقطع دابر الكافرين .٧

ترجمہ: جبکہ اللہ تعالیٰ تم کو وعدہ دے رہا تھا کہ دونوں فریق (قافلہ اور لشکر) میں سے ایک کو تمہارے قبضہ میں دے دے گا اور تم یہ شبہ کر رہے تھے کہ تم کو وہ گروہ ملے جس کے

مقابلہ میں کانٹا بھی نہ لگے اور اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ وہ حق کو ثابت کر کے دکھانے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

ادھر ابوسفیان کو مسلمانوں کے مدینہ سے کوچ کرنے کا پتہ چلا تو اس نے ایک طرف تو مکہ سے امداد طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجا جبکہ دوسری طرف قافلے کا رخ ساحل کی طرف پھیر دیا۔ قریش مکہ کو جیسے ہی ابوسفیان کی طرف سے اطلاع ملی تو وہ ایک ہزار کا لشکر لے کر بدر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ دونوں مخالف فوجوں نے عدوۃ الدنیا اور عدۃ القصویٰ پر پہنچ کر پڑاؤ (Camping) ڈال دیا۔ جبکہ ابوسفیان کا قافلہ نیچے ساحل کی طرف تھا (دیکھیے ضمیمہ نمبر ۲) ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو روایتی طریقے سے جنگ شروع ہوئی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کھلی فتح عطا کی جبکہ کفار کو باوجود سروسامان کے واضح شکست ہوئی کفار مکہ کے ستر (۷۰) آدمی ہلاک ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنائے گئے ۸ مسلمانوں کی طرف سے چودہ (۱۴) مجاہدین نے شہادت نوش کیا۔ کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان اس پہلی باقاعدہ اور فیصلہ کن جنگ کے نتائج دنیا کی عظیم جنگوں سے زیادہ فیصلہ کن دیرپا اور حیران کن ہیں جس نے تاریخ اور زمانے کا رخ بدل دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوے میں جو دفاعی پہلو اختیار فرمائے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

اقدام

مدینہ منورہ میں رہ کر دفاعی جنگ لڑنے کے بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے علاقے سے نکل کر اسی (۸۰) میل دور واقع بدر کی وادی میں دشمن کا مقابلہ کیا۔ سامان حرب وضرب سے بے پرواہ ہو کر سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کی جماعت کو لے کر ابوسفیان کے قافلے کو روکنے کے لیے نکلے۔ ابوسفیان نے عام شاہراہ سے ہٹ کر سمندر کے کنارے کنارے قافلے کو بحفاظت مسلمانوں کی زد سے نکال دیا ابوسفیان کے قافلے کے بحفاظت نکلنے کے بعد لشکر قریش کے مقابلے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی نفری اور سامان حرب کے ساتھ بدر کی طرف پیش قدمی کر کے اپنی سرزمین کو دشمن کی تباہ کاریوں سے بچالیا اور اپنے محدود وسائل جس میں تین سو دس (۳۱۰) یا کچھ اوپر مجاہدین تھے ۹ کو صرف مدینہ کے دفاع کے لیے نہیں بلکہ دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لیے استعمال کیا۔

گشتی دستے(Patrol Parties)

بدر کے میدان میں جاتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اطراف میں دستے بھیجے تاکہ ان دستوں کی مدد سے دشمن سے متعلق کوائف معلوم ہو جائیں۔ چناں چہ حضرت انسؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے۔

فندب رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس فانطلقوا حتىٰ نزلوا بدرا و وردت عليهم روايا قريش و فيهم غلام اسود لبنى الحجاج فاخذوه فكان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يساء لونه عن ابى سفيان و اصحابه .[۱۰]

ترجمہ: تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور وہ چلے یہاں تک کہ بدر میں اترے وہاں پر قریش کے پانی پلانے والے ملے ان میں نبی مجاج کا ایک کالا غلام بھی تھا صحابہ کرامؓ نے ان کو پکڑا اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا حال پوچھنے لگے ان دونوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقابل فوج کی تعداد اور جنگ میں حصہ لینے والے قریش سرداروں کے نام معلوم کیے۔[۱۱]

ان معلومات کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مناسب اقدامات کیے اور دفاعی اعتبار سے مضبوط پوزیشن حاصل کر کے لڑائی کے لیے منصوبہ بندی فرمائی۔

قوتِ فیصلہ:

غزوہ بدر کے موقع پر ابتداً مسلمان مدینہ سے ابوسفیان کے قافلے پر حملے کی غرض سے نکلے تھے۔ چناں چہ حضرت ابوایوب انصاری سے مروی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم و نحن بالمدينة انى اخبرت عن عير ابى سفيان انها مقبلة فهل لكم ان تخرج قبل هذه العير لعل الله يغمناها؟ فقلنا نعم !

فخرج و خرجنا فلما سرنا يوما او يومين قال لنا " ما ترون فى القوم فانهم قدا خبروا بمخرجكم؟ فقلنا لا والله ما لنا طاقة بقتال القوم ولكنا اردنا العير . ۱۲

ترجمہ: ہم مدینہ میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم ہوا کہ ابو سفیان کا کارواں تجارت آ رہا ہے کیا تم تیار ہو کہ اس کی راہ گھیر لو۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ اس بہانہ ہم کو مال غنیمت عطا کر دے ہم نے کہا ہاں۔ پس آپؐ بھی نکلے اور ہم بھی نکلے۔ ابھی ایک یا دو دن کی مسافت پر پہنچے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہلِ مکہ فوج کشی کے ارادہ سے آ رہے ہیں۔ اب کیا ارادہ ہے تب ہم نے عرض کیا۔ نہیں بخدا اس حالت میں ہم میں دشمن کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے البتہ قافلہ پر حملے کا ارادہ ضرور ہے۔

وادی ذفران پہنچ کر یہ حالت تبدیل ہوگئی اس لیے کہ ابوسفیان کی اطلاع پر ایک ہزار کا لشکر ابوجہل کی سرکردگی میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے لیے مکہ سے نکل چکا تھا اور اب مسلمانوں کو عیر (قافلہ) یا نفیر (لشکر) کے ساتھ واسطہ پڑنا تھا۔ مسلمانوں کی تیاری شروع سے عیر (قافلہ) کے لیے تھے لیکن لشکر کفار کی روانگی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروقت فیصلہ کرتے نفیر (لشکر) کے ساتھ ٹکر لینے کا ارادہ کیا۔ بظاہر یہ ایک بہت بڑا رسک (Risk) تھا مگر نتائج کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ نہایت ہی مفید رہا۔

میدانِ جنگ کا چناؤ

وادی بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کیمپ کے لیے ایسے مقام کا انتخاب کیا جو جغرافیائی نقطۂ نظر سے سطح مرتفع تھا۔ جہاں پر پہنچنے کے لیے دشمن کو ریت کے ٹیلوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ اس مقام کا ذکر قرآن پاک میں ان الفاظ میں ہوا۔

اذانتم بالعدوة الدنيا و هم بالعدوة القصوىٰ والركب اسفل منكم . ۱۳

ترجمہ: جس وقت تم درے کے قریب والے کونے پر تھے اور وہ دور والے کونے پر تھے اور

قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔

جنگ کے لیے اپنی پسند کا مقام حاصل کرنا گویا دشمن کے ہاتھ سے پہل (Initiative) لینا ہے۔ اپنی پسند کے میدان جنگ میں دشمن کو لانے سے اسلامی عساکر کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

☆ اس اونچے مقام سے دشمن کی نقل و حرکت کا آسانی سے مشاہدہ ہوسکتا تھا۔
☆ اونچے مقام پر سپاہ کے لیے دفاعی مورچہ مہیا ہوا۔
☆ پوزیشن کے ساتھ پانی وافر مقدار میں موجود تھا لہذا جنگ کے دوران پانی کی سپلائی بدستور جاری رہی۔
☆ بارش سے نشیبی علاقے میں پانی کھڑا ہوا جس کی وجہ سے دشمن کے لیے نقل و حرکت مشکل ہوگئی۔
☆ حملے کے وقت سورج کی شعاعیں مسلمانوں کے عقب اور کفار کے سامنے تھیں جس سے دشمن کی آنکھیں چندھیا جاتی تھیں اور وہ جم کر نہ لڑ سکے۔

وحدت قیادت:

بدر میں پہنچنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نظم و ضبط کی تلقین فرمائی۔ اپنی جگہ سے بلا اجازت حرکت نہ کرنے اور ان (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کے بغیر حملہ نہ کرنے کا حکم دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متحدہ کمان اور فائر کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا اس مقصد کے لیے سپہ سالار اعظم علیہ السلام نے متحدہ کمان اور فائر کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا اس مقصد کے لیے سپہ سالار اعظم علیہ السلام کے لیے ایک ٹیلے پر عریش (سائبان) بطورِ کمانڈ پوسٹ قائم کی گئی[۱۴] جہاں سے میدانِ جنگ کی پوری کارروائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے تھی۔ اس کے مقابلے میں دشمن کی فوج ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی۔ قریش کے بنو عدی اور بنو زہرہ نامی قبیلوں کا کوئی فرد لشکر میں نہیں تھا[۱۵] اسی طرح کچھ لوگ تو ابوسفیان کے قافلے میں تھے جب کہ کچھ اس کی مدد کے لیے گئے یہ دونوں قسم کے لوگ غزوہ بدر میں بالکل حصہ نہ لے سکے۔ باقی ماندہ فوج میں بھی پھوٹ پڑ گئی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ ابوجہل کے

علاوہ اکثر سرداران قریش لڑائی کے حق میں نہیں تھے۔ جس میں عتبہ اور امیہ بن خلف بھی شامل تھے۔ چناں چہ حضرت حکیم ابن حزام جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے اور کفار کی طرف سے غزوہ بدر میں شریک تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ میں عتبہ کے پاس گیا اور اسے کہا:

> یا ابا ولید انک کبیر قریش و سیدھا ھل لک ان لا تزال تذکر فیھا بخیر الی اخر الدھر قال وما ذاک قال ترجع بالناس و تحمل دم حلیفک عمرو ابن الحضرمی۔[16]

> ترجمہ: اے ابو ولید تو قریش کا رئیس ہے یہ سب تیری بات مانتے ہیں کیا تجھے اس بات میں کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ ان میں تیرا ذکر خیر رہے؟ اس نے کہا اے حکیم وہ کیا بات ہے! کہا تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا اور عمرو بن الحضرمی جو تیرا حلیف ہے اس کا بار خود اٹھالے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حکمت عملی کے طرز پر سپاہ میں پختگی ایمان کی بدولت اتحاد و یگانگت کا جذبہ آج بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔ تا کہ وہ سب ایک علم (جھنڈے) ایک کاز (مقصد) اور جذبے کے ساتھ لڑسکیں۔ اسی طرح کمانداروں کے لیے مناسب جگہ پر ٹیکنیکل ہیڈکوارٹرز (جنگی دفاتر) قائم کرنے ضروری ہیں تا کہ وہ لڑائی کی ہر چھوٹی بڑی کارروائی بنفس نفیس ملاحظہ کرسکیں۔

صف بندی

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غزوہ بدر میں مروجہ طریقۂ جنگ کے خلاف اپنی فوج کی صف بندی فرمائی۔ لشکر کے لیے تین مقامات دایاں، بایاں اور مرکز مقرر کیے۔ دائیں اور بائیں بازو پر ما حاصل دور مار ہتھیار (تیر اندازوں) کو رکھا جبکہ درمیان میں تلوار برادروں کو کھڑا کیا۔ آج بھی لڑائی میں فوج کو اسی ترتیب پر لڑایا جاتا ہے۔ یعنی انفنٹری (پیدل فوج) حملہ کے وقت لائٹ مشین گن (LMG) اور مشین گن (MG) کو ہمیشہ بازروں (Flanks) پر رکھتی ہے۔ غزوہ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے میمنہ (Right flank) پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مقرر کیا اور ساقہ (Lift flank) پر ایک انصاری کو امیر بنایا۔ اس ترتیب کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں تیر لے کر مسلم سپاہ کی صف بندی فرمائی چنانچہ روایت ہے۔

بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ صلیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے لوگوں کی صفیں درست فرمارہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عدی بن النجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چھبویا اور فرمایا ''استویا سواذ'' اے سواد برابر ہو جا۔ ۱۷

اس کے برعکس کفار مکہ کی کوئی صف بندی نہیں تھی اور بھیڑ بکریوں سے ریوڑ کی طرح ادھر ادھر بھاگتے رہے۔ صف بندی کے عمل سے مسلم فوج کا دفاع خود بخود عمل میں آیا اور دشمن کی پہلی لہر (Wave) کے گزرنے کے بعد ان کے لیے پہل کی کارروائی آسان ہوگئی۔

فائر کنٹرول

عین لڑائی کے دوران فریقین اکثر بلاضرورت فائر کرتے ہیں۔ یہ فائر اکثر یقین کی بجائے شک وشبہ کی بنا پر ہوتا ہے جس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے اپنی پوزیشن محل وقوع، نفری اور اسلحے کی نوعیت کا پتہ لگتا ہے نیز دشمن کو نقصان پہنچائے بغیر بارود کا بے جا ضیاع ہوتا ہے۔ غزوہ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جب تک سپاہ کی آنکھ کی سفید پتلی نظر نہ آئے ان پر تیر اندازی نہ کی جائے جسے آج کل (Shoot to kill) کہا جاتا ہے۔ چناں چہ روایت ہے۔

عن ابی اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یوم بدر اذا اکشبوکم یعنی کثروکم فارموھم واستبتغوا نبلکم ۔ ۱۸

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن ہم لوگوں سے فرمایا جب کافر تمہارے قریب آجائیں اس وقت تیر مارو اور اپنے تیروں کو بچائے رکھو۔

اسی طرح دوسری روایت میں فرمایا:

عن حمزہ بن اسید عن ابیہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر حین صففنا لقریش و صفوالنا اذا اکثبو کم فعلیکم بالنبل .۱۹

ترجمہ: حمزہ بن ابی اسید کے والد کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں جب ہم قریش کے خلاف صف آراء تھے اور قریش ہمارے خلاف۔ فرمایا جب وہ تمہارے قریب آ جائیں اس وقت تیر مارو۔

اسی طرح حکم تھا کہ جب دشمن بالکل نیزے اور تلوار کی زد میں آئے تو وار کیا جائے تا کہ کوئی وار خطا نہ جائے اس کے برعکس کفار تیر اندازوں نے بہت دور ہی سے تیر برسانے شروع کر دیئے تھے جو کہ سب بے کار ثابت ہوئے اور ضرورت کے وقت تیر تقریباً ختم ہو چکے تھے۔ آج بھی میدانِ جنگ میں لڑنے والی فوج کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تجویز کردہ فائر کنٹرول نہایت کارگر ہے۔

Conclusion

حق و باطل کے اس معرکے میں دونوں مدمقابل افواج شکل و شباہت، خدوخال، لباس اور زبان وغیرہ کے اعتبار سے مشابہ تھیں۔ اتنی گہری مشابہت کے ہوتے ہوئے دوست و دشمن میں تمیز کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی دفعہ اپنی فوج کے لیے خفیہ کلمات (Code word) کا استعمال کیا۔ لڑائی کے دوران کوڈ ورڈ اور پاس ورڈ کا استعمال فوجی تاریخ میں پہلی دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہوا لہذا جنگ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور بطور ''کوڈ'' اور یا ''منصور امت'' پاس ورڈ مقرر فرما کر میدانِ جنگ میں نہایت راز داری سے کام لیا۔ خفیہ کلمات مقرر فرمانے کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن سے متعلق تمام راز حاصل کیے جن میں دشمن کے پڑاؤ کی جگہ سرداروں کے نام اور تعداد شامل تھیں۔ اس غرض کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ سے قبل اور پڑاؤ کے بعد باقاعدگی کے ساتھ گشتی دستے روانہ کیے۔ چناں چہ پڑاؤ کے فوراً بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی

کرم اللہ وجہہ حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ اجمعین کو چاہ بدر پر بھیجا جنھوں نے قریش کی پانی بھرنے والی جماعت کو گرفتار کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مزید تفتیش کے لیے لے آئے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونٹوں کے گلے سے گھنٹیاں اتار دی گئیں تھیں [۲۰] تاکہ حرکت پزیری کا علم دشمن کو نہ ہو۔

ان تمام اقدامات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں جس فوجی حکمت عملی کا مظاہرہ فرمایا وہ نہ صرف اس وقت کے حالات کے عین مطابق تھی بلکہ آج بھی ہماری جنگی و دفاعی حکمت عملی کے لیے مشعل راہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن ۳:۱۲۳

۲۔ حافظ اسماعیل ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، بیروت، مکتبہ المعارف، ۱۹۶۶ء، ص ۲۵۶، جز ثانی

۳۔ القرآن ۸:۴۱

۴۔ محمد بن عبدالباقی الزرقانی۔ شرح الزرقانی علی المواہب، مصر، الازہریہ، طبع اولی ۱۳۲۵، ص ۴۱۱، جلد اول۔

۵۔ السید محمود الالوسی، تفسیر روح المعانی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ص ۱۷۰، جز ۹

۶۔ البدایہ والنہایہ: محولہ بالا، ص ۲۵۶ والکامل فی التاریخ لابن الاثیر الجزرمی، مطبع علی صالح الغزالی، ص ۴۳، جز ثانی

۷۔ القرآن ۸:۷

۸۔ محمد بن اسمعایل، بخاری صحیح، کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۹۶۱ء، کتاب المغازی، باب من ابواب البدر، ص ۵۶۸، جلد دوم

۹۔ بخاری صحیح، محولا بالا، باب عمدۃ اصحاب البدر، ص ۵۶۴

۱۰۔ مسلم بن حجاج قشیری، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۳۷۶ء کتاب الجھاد والسیر، باب غزوہ بدر، ص ۱۱۰، جلد دوم

۱۱۔ ابن حشام۔ السیرۃ النبویہ، مصر مطبعۃ الخبریۃ، ۱۳۰۶ھ، ص ۲۵۵، جز ثانی

۱۲۔ البدایہ والنھایہ، محولا بالا، ص ۲۶۳، جز ثالث

۱۳۔ القرآن ۸:۴۲

۱۴۔ السیرۃ النبویہ محولہ بالا، ص ۲۵۵

۱۵۔ ابن جعفر محمد بن جریر البطری۔ تاریخ البطری، مصر، دارالمعارف ۱۹۶۱ء، ص ۴۳۸، جز ثانی

۱۶۔ الکامل فی التاریخ، محولہ بالا ص ۴۶

۱۷۔ السیرۃ النبویہ، محولا بالا، ص ۲۶۶

۱۸۔ بخاری صحیح، محولا بالا کتاب المغازی باب من ابواب البدر، ص ۵۶۸، جلد دوم

۱۹۔ بخاری صحیح، محولا بالا، کتاب الجھاد، باب التعریض علی الرمی، ص ۴۰۶، جلد اول

۲۰۔ بخاری صحیح، محولا بالا، کتاب الجھاد باب ماقبل فی الجرس ونحوفی اعناق الابل، ص ۴۲۱، جلد اول